8852 ـ ميت كو اس كے ملك منتقل كرنا

سوال

پچھلے ہفتہ ميرے ايك دوست كا بہنوئى فوت ہو گيا ـ اللہ تعالى اس پر رحم كرے ـ اس كى وفات كے بعد اس كے بھائيوں اور رشتہ داروں نے اس كا ميت كو اس كے شہر منتقل كيا جو تقريبا وفات والى جگہ سے چودہ گھنٹہ گاڑى كى مسافت پر واقع ہے، ميت كى بيوى كا كہنا تھا كہ اس كے خاوند نے وصيت كى تھى كہ وہ جہاں فوت ہو اسے وہيں دفن كيا جائے، ليكن اس كى بات كوئى نہيں سنتا، اور بعد ميں بيوى كو لكھى ہوئى وصيت كاغذات ميں سے ملى جس پر خاوند نے دستخط بھى كر ركھے تھے.
سوال يہ ہے كہ آيا ميت كے بھائيوں اور رشتہ دار معصيت كے مرتكب ہوئے ہيں؟ اور اب انہيں كيا كرنا چاہيے؟ كيا كوئى صدقہ وغيرہ ہے جو اس كے بھائيوں اور رشتہ داروں پر واجب ہوتا ہے، كيونكہ انہوں نے وصيت پر عمل نہيں كيا ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

مسئلہ ميں دو طرح سے بحث كى جائےگى:

اول:

ميت كى وصيت پر عمل كرنا.

دوم:

فوت ہونے والى جگہ سے كسى اور شہر ميں ميت منتقل كرنا.

پہلے مسئلہ كے متعلق گزارش ہے كہ: ميت كى وصيت پر عمل كرنا واجب ہے، چاہے وہ كسى واجب كى وصيت كرے يا مستحب كى يہ سب برابر ہے.

ديكھيں: الشرح الممتع (5 / 333).

دوسرا مسئلہ:

الشیخ ابن قدامۃ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

کسی صحیح غرض کی بنا پر ہی میت کو ایك شہر سے دوسرے شہر منتقل کیا جا سکتا ہے، یہ اوزاعی اور ابن منذر رحمہما اللہ کا مسلك ہے....

اور اس لیے کہ اس میں اس کے کفن دفن میں خرچ بھی کم ہے، اور اس میں تغیر اور تبدیلی پیدا ہونے سے بھی بچاؤ ہے، لیکن اگر اسے منتقل کرنے میں کوئی صحیح غرض اور مقصد ہو تو پھر جائز ہے.

دیکھیں: المغنی (2 / 193 ـ 194).

اس موضوع میں مستقل فتوی کمیٹی کا کہنا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں عملی سنت یہ تھی کہ مردے کو اسی شہر کے قبرستان میں دفن کیا جاتا تھا جہاں وہ فوت ہوتا، اور شہداء کو بھی وہیں دفن کیا جاتا جہاں ان کی شہادت ہوتی تھی.

کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں اور نہ ہی کسی صحابی کے اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی ایك کو وہاں سے کسی دوسرے علاقے اور شہر میں منتقل کیا ہو بلکہ جہاں وہ فوت ہوتا اس کے قریب ترین قبرستان میں اسے دفن کیا جاتا تھا.

اسی بنا پر جمہور فقہاء کرام کا کہنا ہے کہ:

میت کو دفن کرنے سے قبل اس کے فوت ہونے والے شہر یا ملك سے کسی دوسرے ملك منتقل کرنا جائز نہیں ہے، صرف کسی صحیح مقصد اور غرض کی بنا پرمنتقل کی جاسکتی ہے، مثلا یہ خدشہ ہو کہ جہاں فوت ہوا ہے وہاں دفن کرنے سے اس کی قبر پر زیادتی ہو کی جائےگی، یا اس کی کے دشمن کی جانب سے اس میت کی حرمت پامال کی جائےگی، یا اس کی ہتك کی جائےگی، اور اسکا خیال نہیں کیا جائےگا، تو اس صورت میں اسے امن والی جگہ منتقل کرنا واجب ہے.

اور اسی طرح اس کے خاندان والوں کی خوشی کے لیے اس کے ملك میں منتقل کرنا جائز ہے تا کہ وہ اس کے اہل وعیال اس کی زیارت کر سکیں.

اور ان اسباب کے ساتھ انہوں نے یہ شرط رکھی ہے کہ تاخیر کی بنا پر اس میں تغیر اور تبدیلی ہونے کا خدشہ نہ ہو، اور اس کی حرمت پامال نہ ہوتی ہو، اور اگر وہاں کوئی سبب نہ ہو اور نہ ہی کوئی شرط پائی جاتی ہو تو پھر اس کا منتقل کرنا جائز نہیں ہے.

لهذا كميٹی کی رائے یہی ہے کہ ہر میت کو اس کےمقامی شہر کے قبرستان میں دفن کیا جائے جہاں وہ فوت ہو، اور سنت، اور امت کے اسلاف کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے، اور سد ذریعہ، اور شریعت مطہرہ کا دفن میں جلدی کرنے کو ثابت کرتے ہوئے، اور میت کو تغیر سے بچانے کے لیے کیے جانے والے اقدامات کرنے سے پرہیز اور بچاؤ کرتے ہوئے، اور بغیر کسی ضرورت کے مال کوبے دریغ اور فضول خرچ کرنا، جس کی شرعی کوئی حاجت اورضروت نہیں، اور ورثاء کے حقوق کا خیال کرتے ہوئے، اور شرعی مصارف کو مد نظر رکھتے ہوئے، اور ان نیك اور صالح اعمال کو دیکھتے ہوئے جہاں یہ مال صرف کرنا ضروری ہے، اسے بغیر کسی صحیح غرض کے وہاں سے دوسرے ملك یا شہر منتقل نہ کیا جائے.

اور اس پر کمیٹی کے ممبران کے دستخط ہوئے.

اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے.

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (2 / 31 ـ 32).

اور میت کے اقربا نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ:

اگر تو انہوں نے وصیت کی مخالفت وصیت کا علم ہونے اور بیوی کے بتانے کے بعد بیوی کی سچائی میں شك اور اسے متہم گردانتے ہوئے کی تو ان پر کچھ لازم نہیں آتا، کیونکہ انہوں نے جان بوجھ کر مخالفت نہیں کی.

اور اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

تم سے جو کچھ بھول چوك میں ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرو الاحزاب (5).

لیکن اگر انہوں نے بیوی کو سچا مانا اور اس کے باوجود وصیت کی مخالفت کی تو وہ میت کے حق میں زیادتی کرنے کی بنا پر گنہگار ہیں.

اور رہا مسئلہ اس مسافت پر دوسری جگہ میت کو منتقل کرنے کا اگر تو اس میں ان کی کوئی صحیح غرض نہ تھی تو یہ میت کے حق پر دوسری زیادتی ہے، کیونکہ میت کی تکریم اسی میں ہے کہ اسے جلداز جلد دفن کیا جائے، جیسا کہ علماء کرام کا کہنا ہے.

دیکھیں: المدخل لابی الحاج المالکی (3 / 237).

لهذا انہیں اس فعل پر توبہ و استغفار کرنی چاہیے، اور اپنے کیے پر نادم ہونا چاہیے اور میت کے لیے دعا کریں، اور

ان پر کوئی صدقہ وغیرہ لازم نہیں آتا، لیکن اگر وہ صدقہ کرلیں تو بہتر اور اچھا ہے، کیونکہ صدقہ مغفرت و بخشش اور گناہوں کے کفارہ کا ایک سبب ہے.

واللہ اعلم .